JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

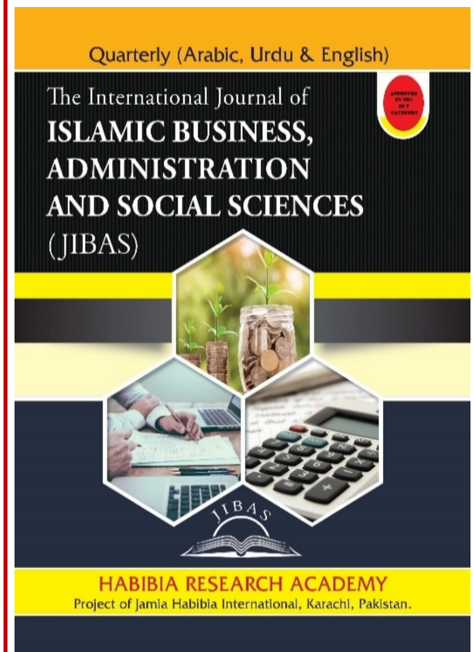

TOPIC:

RELEASE OF PRISONERS WITH ZAKAT FUNDS AND RECOMMENDATION OF THE COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY, PAKISTAN: AN ANALYSIS

مال زکوۃ سے قیدیوں کی رہائی اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش: ایک تجزیہ

AUTHORS:

1. *Muhammad Izhar ul haq, MPhil Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology Lahore, Email ID: izharulhaqezee@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-5130-6366*
2. *Hafiza Sidra Sultan, MPhil Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology Lahore. Email ID: sultansidra56@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-7434-017X*

How to Cite: *Izhar ul haq, Muhammad, and Hafiza Sidra Sultan. 2022. "RELEASE OF PRISONERS WITH ZAKAT FUNDS AND RECOMMENDATION OF THE COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY, PAKISTAN: AN ANALYSIS: مال زکوۃ سے قیدیوں کی رہائی اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش: ایک تجزیہ". International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 2 (4):01-18.*
URL: http://www.jibas.org/index.php/jibas/article/view/84.

Vol. 2, No.4 || October –December 2022 || P. 01-18
Published online: 2022-12-30

QR. Code

RELEASE OF PRISONERS WITH ZAKAT FUNDS AND RECOMMENDATION OF THE COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY, PAKISTAN: AN ANALYSIS

مال زکوٰۃ سے قیدیوں کی رہائی اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش: ایک تجزیہ

Muhammad Izhar ul haq, *Hafiza Sidra Sultan,*

ABSTRACT:

The main purpose of the establishment of Pakistan was that the Muslims of Pakistan could live their individual and collective lives according to Islamic traditions. Article 198 of the 1956 Constitution mandated the establishment of an Islamic Commission whose purpose was to mould the enacted laws into Islamic frameworks and to make recommendations for the establishment of an Islamic society. The 1962 Constitution came into force shortly after its repeal. Under Article 199, the Islamic Advisory Council was established. The same body was given a few more responsibilities and was renamed the "Council of Islamic Ideology" in Article 228 of the 1973 Constitution. Since its inception, the Council of Islamic Ideology has reviewed the laws in force and proposed appropriate amendments. At the same time, it has been presenting its recommendations to the government for the formation of an Islamic society and the implementation of Islamic laws. Among the recommendations of the council, Zakat has a special significance because no one can deny the importance of Zakat in eradicating poverty in society. According to contemporary scholars, freeing slaves from the expenditure of Zakat no longer exists. We have discussed in our article the recommendation of the council regarding the present form of freeing slaves.

Keywords**:** *Council of Islamic Ideology, Islamic traditions, Expenditure of Zakat, Freeing slaves, Islamic laws.*

ہم سب مسلمان ہیں اور دین اسلام کے پیروکار ہیں۔ دین اسلام نہ صرف ایک نظریہ ہے بلکہ مکمل ضابطہ حیات بھی پیش کرتا ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے الغرض زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کے متعلق اسلامی تعلیمات سے رہنمائی حاصل نہ ہوتی ہو۔ اسلامی تعلیمات میں بچے کی پیدائش سے لے کر کفن دفن تک پیش آنے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے، انسان کی روحانی ضرورتوں سے لے کر مادی و جسمانی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے مکمل رہبری و رہنمائی دین اسلام نے واضح کر دی۔ مادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے زیر زمین وسائل کا ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ موجود ہے جن کو استعمال میں لانا انسان کا پیدائشی حق قرار دیا نیز اسے زمین سے اپنا حق تلاش کرنے کا حکم دیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہ [1] (تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو)۔ اس پیدائشی اور بنیادی حق میں تمام انسان برابر کے حصہ دار ہیں کسی شخص کو اس حق سے محروم نہیں کیا جاتا ہے۔

لیکن آج ہم مسلمانوں کی معاشی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں استحصالی نظام نظر آتا ہے۔ دولت کی فراوانی اور پیداوار کے وسائل کے لامحدود ہونے کے باوجود غربت، بے روزگاری، ناانصافی اور ظلم و جبر جیسے ناسور ہماری زندگی میں اس قدر سرایت کر چکے ہیں کہ ان سے چھٹکارہ پانا مشکل ہو گیا ہے۔ اگر دولت کی فراوانی سے غربت اور فقر و فاقہ کا علاج ممکن ہو سکتا تو بلاشبہ آج کے ترقی یافتہ دور میں کوئی بھوکا اور ننگا

سونے پر مجبور نہ ہوتا۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے آج کے دور میں قوم کی اکثریت بھوک وافلاس کا شکار ہے۔اس کی اصل وجہ دولت کا چند ہاتھوں میں محدود ہو کر رہ جانا ہے۔

تاریخ کی ورق گردانی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب اقتدار کسی شخص کے ہاتھ میں آجاتا ہے تو وہ اقتدار کے نشے میں چور اپنی من مانی کے فیصلے صادر کرنا شروع کر دیتا ہے اور اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرنے لگ جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ ایسے حاکمان اختیار کے اختیارات کو محدود کیا جائے۔ اس کے لیے ہر ملک ایک آئین مرتب کرتا ہے جس کے اندر دیے گئے اصول و قوانین کی حدود میں رہتے ہوئے حاکم وقت اپنے اختیارات کو استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے بھی اپنے قیام کے کچھ سال بعد اپنے لیے ایک دستور مرتب کیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس دستور میں بہتری آتی گئی بالآخر 1973 میں ایک مستند اور جامع دستور مرتب کیا گیا جو دستور پاکستان 1973 کے نام سے مشہور ہوا۔

نظریاتی کونسل کا مختصر تعارف: دستور پاکستان 1973 میں جہاں دیگر ادارے بنانے کی تجاویز پیش کی گئیں وہی پر اسلامی نظریاتی کونسل کے قیام کا بھی فیصلہ کیا گیا جس کا کام ریاست اور اس کے تمام شعبوں اور سرگرمیوں کو اسلامی احکام کا پابند بنانا اور اس سلسلے میں مکمل رہنمائی فراہم کرنا ہے۔اس سے پہلے 1962 کے دستور میں بھی ایک ایسے ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا تھا جس کا کام لوگوں کو اسلامی احکام کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کے لیے رہنمائی فراہم کرنا تھا۔ جس کا نام "**اسلامی مشاورتی کونسل**" رکھا گیا۔ جسے 1973 کے دستور میں "**اسلامی نظریاتی کونسل** " کے نام سے تبدیل کر دیا گیا۔ کونسل اپنے قیام کے ساتھ ہی اپنے فرائض کو پورا کرنے کے لیے سرگرداں ہے۔ اور ریاست کے کئی اہم شعبوں کو اسلامی احکامات سے منضبط کرنے کے لیے اپنی سفارشات دیتی رہتی ہے۔ ان شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ زکوٰۃ وعشر کا شعبہ بھی ہے۔

زکوٰۃ کی غیر معمولی اہمیت و افادیت کی وجہ سے اس کا حکم پچھلی امتوں کی شریعتوں میں نماز کے ساتھ آتا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی شریعتیں آسمان سے اتاری ہیں، ان میں دو ارکان ایسے ہیں جو ہر شریعت میں شامل رہے ہیں وہ ارکان نماز اور زکوٰۃ ہیں۔ان دو ارکان کا ہر آسمانی تعلیمات کے پیروکاروں کو حکم دیا گیا ہے۔ گویا یہ دونوں فریضے ہر امت پر عائد ہوتے رہے ہیں، یہاں تک کہ امت محمدیہ ﷺ پر بھی فرض کیے گئے ہیں۔ چنانچہ آسمانی مذاہب نے غریبوں کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی قوت کے ساتھ تبلیغ کی۔ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر انبیا کرام علیہم السلام کا ذکر کرتے ہوئے زکوٰۃ کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم، ان کے صاحبزادے حضرت اسحاق پھر ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہم السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔[2] گویا اس وقت یہ ہدایات تھی جو ہر معاشرے اور شریعتوں میں جاری رہی تھی مگر جب تک غریبوں اور ضرورت مندوں کا کوئی حق متعین نہ ہوگا تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ جب امیر طبقہ میں خوف خدا اور جذبہ ہمدردی پیدا ہوگا تو وہ اپنی دولت میں سے کچھ حصہ غرباء پر بھی تقسیم کر دیا کریں گے ۔ جب خوف خدا و آخرت ہی نہ رہا تو غریب محروم رہ جائیں گے ۔اس کے لیے ضروری ہے کہ امراء کے مال

ودولت میں غرباء کا بھی حصہ متعین کیا جائے تاکہ غریب و حاجت مند کبھی دولت مند کے رحم و کرم پر نہ رہے۔یہ ضرورت شریعت محمدی نے پوری کر دی۔

اسلام میں زکوۃ کی فرضیت: قرآن کریم نے نہایت واضح الفاظ کے ساتھ زکوۃ کی فرضیت کا حکم دیا اور مختلف مقامات پر مختلف انداز میں زکوۃ ادا کرنے کی ہدایت کی۔چنانچہ ارشاد فرمایا: "وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ"[3] (نماز قائم کرو اور زکوۃ دو)

سورۃالتوبہ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین سے قتال کا حکم دیا جو عہد شکنی کے مرتکب ہوں۔چنانچہ ارشاد فرمایا:" فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"[4] (پس جب حرام مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو قتل کرو جہاں پاؤ اور انہیں پکڑو اور گھیر و اور ہر گھات میں ان کی خبر لینے کے لیے بیٹھو۔پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں تو انہیں چھوڑ دو۔اللہ در گزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔)

آگے چل کر اسی سورۃ میں اللہ تعالیٰ مشرکین کے بارے قتال کا حکم دیا جب تک کہ وہ تین کام نہ کرنے لگ جائیں اور ان تینوں کاموں سے میں دوسرا کام زکوۃ کو ادا کرنا ہے۔فرماتے ہیں: "فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ"[5] (پس اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور جاننے والوں کے لیے ہم اپنے احکام واضح کیے دیتے ہیں۔)

زکوۃ و عشر کی اس اہمیت کے پیش نظر مقالہ نگار نے بھی اپنی تحقیق کے لیے اسی شعبے کا انتخاب کیا زکوۃ کے احکام میں سے سب سے اہم حکم مصارف زکوۃ کے متعلق ہے تاکہ مستحقین تک ان کا حق پہنچ جائے اور غریب و مستحقین غربت کے اندھیروں سے نکل کر روشنی و خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوں۔

سفارش: اسلامی نظریاتی کونسل کا 189 واں اجلاس 24 دسمبر 2012 بروز پیر 9:30 بجے صبح دفتر کونسل میں منعقد ہوا جس کی صدارت جناب مولانا محمد خان شیرانی، چیئرمین کونسل نے کی۔اس اجلاس میں درج ذیل سفارش منظور کی گئی۔

" وفی الرقاب یعنی شرعی مفہوم کے مطابق غلاموں،لونڈیوں کو احرار کی صف میں شامل کرنے کی غرض سے آزادی دلانے کے لیے مستحق قیدیوں کو جیل سے رہا کرانے کے لیے "[6]

سفارش کا تجزیہ: اس سفارش میں زکوۃ کے پانچویں مصرف کی بات کی گئی ہے جس کو قرآن نے "فی الرقاب"[7] کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔"رقبہ" کے معنی گردن کے ہیں،یعنی اگر کسی کی گردن پھنسی ہوئی ہو تو اس کو آزاد کرایا جائے،یہ عربی زبان کی ایک اصطلاح ہے اور اس سے مراد غلام ہیں۔مطلب یہ ہوا کہ غلام کی مدد کی جائے تاکہ وہ اپنے آپ کو آزاد کرواسکیں۔یہ سفارش دو نکات پر مشتمل ہے:

1. مطلق غلاموں کو آزادی دلانا
2. جیل سے قیدیوں کو آزادی دلانا

پہلے نکتہ میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ رقاب سے مراد کیا ہے؟ اس میں دو فقہی مذہب ہیں۔ ایک طرف امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شافعی ہیں ان کے نزدیک اس سے مراد وہ غلام ہیں جن کے آقاؤں نے کوئی مال متعین کرکے کہہ دیا ہے کہ اتنا مال کما کر لاؤ اور ہمیں دے دو تو تم آزاد ہو جس کو اصطلاح میں مکاتب کہا جاتا ہے ایسے شخص کو آقا اس کی اجازت دے دیتا ہے کہ وہ تجارت یا مزدوری کے ذریعہ مال کمائے، اور آقا کو لا کر دے، آیت مذکورہ میں رقاب سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کو زکوٰۃ کی رقم میں سے حصہ دے کر اس کی گلو خلاصی میں امداد کی جائے۔ جبکہ دوسری طرف امام مالک اور امام احمد بن حنبل ہیں ان کے نزدیک رقاب سے مراد مطلق غلام ہے۔ یعنی زکوٰۃ کے مال میں سے کسی غلام کو بھی اس کے آقا سے خرید کر آزاد کیا جائے جو مصیبت کے تحت زندگی گزار رہا ہوں۔

اس پہلے نکتہ کو حل کرنے سے دوسری شق کا حل خود بخود نکل آتا ہے۔ ذیل میں ان مذاہب کی آراء کو بیان کرنے کے بعد ان کے دلائل کو بیان کیا جائے گا پھر آخر میں راجح قول کی طرف اشارہ کر دیا جائے گا۔

- فقہ حنفی و شافعی:　رقاب سے مراد مکاتب ہیں۔
- فقہ مالکی:　رقاب سے مراد مطلق غلام ہیں۔
- فقہ حنبلی و جعفری:　رقاب سے مراد مکاتب اور مطلق غلام دونوں ہیں۔

فقہ حنفی: احناف کے نزدیک زکوٰۃ کے مال سے مطلق غلام کو خرید کر آزاد نہیں کیا جائے گا بلکہ اس آیت میں "رقاب" سے مراد مکاتب ہیں کیونکہ اگر ہم مطلق غلام خرید کر آزاد کرتے ہیں اس صورت میں زکوٰۃ کا مال غلام کو نہیں بلکہ اس کے آقا کو دینا پڑے گا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مستحقین زکوٰۃ کو براہ راست دینا ضروری ہے اس بات کو علامہ جصاص نے اپنی کتاب احکام القرآن میں یوں بیان کیا ہے: "وفي الرقاب" كان الاولىٰ ان يكون في معونتها بان يعطى المكاتب حتى يفک العبد رقبته من الرق وليس هو ابتياعها اعتقها"[8] (وفی الرقاب تو بہتر مفہوم یہ ہے کہ گردن کی مد میں زکوٰۃ خرچ کی جائے یعنی مکاتب کی مدد کی جائے تاکہ وہ اپنے آقا کو رقم ادا کرکے آزادی حاصل کرلے۔ اس سے غلام خرید کرکے اسے آزاد کر دینا مراد نہیں ہے)

اس لیے کہ اس صورت میں فروخت کنندہ جو رقم لے گا وہ غلام کی قیمت کے طور پر لے گا۔ اس میں عبادت کا کوئی پہلو نہیں ہوگا۔ بلکہ تقرب الٰہی کی صورت یہ ہوگی کہ خود غلام کو زکوٰۃ کی رقم دے دی جائے تاکہ وہ اس رقم کی مدد سے اپنی گردن آزاد کرالے۔ یہ صورت صرف مکاتب غلام کے اندر ممکن ہے۔ اس لیے کہ کتابت سے پہلے اگر غلام کو زکوٰۃ کی رقم دی جائے گی۔ تو وہ رقم آقا کی ملکیت میں چلی جائے گی لیکن جب غلام مکاتب ہوگا تو اس صورت میں مکاتب کی حاصل کردہ رقم آقا کی ملکیت میں نہیں جائے گی بلکہ مکاتب کی ملکیت میں رہے گی اس لیے زکوٰۃ کے مال میں سے اسے دے دینا جائز ہو جائے گا اور اس سے زکوٰۃ کی ادائیگی ہو جائے گی۔

علامہ طبری نے اپنی تفسیر میں محمد بن اسحاق، حسن بن دینار، حسن بصری کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک مکاتب کھڑا ہوا اور کہا: اے امیر! لوگوں کو ترغیب دو تاکہ بدل کتابت میں میری مدد کریں چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خیرات کی ترغیب دی اور اس

پر اکسایا، دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں نے مال جمع کرنا شروع کیا ایک آتا عمامہ رکھ جاتا، دوسرا آتا چادر پھینک جاتا، تیسرا آتا انگوٹھی اتار کر پھینک جاتا یوں کافی سارا مال جمع ہو گیا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مال جمع کرلو، مال جمع کیا گیا پھر فروخت کرنے کا حکم دیا، فروخت کرنے میں جو رقم حاصل ہو گئی وہ مکاتب کو دے دی گئی اور جو باقی بچی رقاب میں صرف کر دی گئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! یہ مال تم لوگوں نے دیا ہے یہ "فی الرقاب" کے مصرف میں دیا ہے۔[9]

اس مسئلے پر حسن بصری، زہری اور عبدالرحمٰن کا بھی اتفاق ہے۔ فتح القدیر میں ابن ہمام فرماتے ہیں کہ: "وَأَخْرَجَ عَنْ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ. وَالزُّهْرِيِّ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالُوا: فِي الرِّقَابِ هُمْ الْمُكَاتَبُونَ"[10] (حسن بصری اور زہری اور عبدالرحمٰن بن زید کہتے ہیں کہ رقاب سے مراد مکاتب ہیں)

فقہ مالکی: مالکیہ کہتے ہیں کہ زکوۃ کے مال میں سے مومن غلام میں سے آزاد کیا جائے گا۔ اگر اس کے پاس اپنا کوئی غلام ہے تو کسی عادل شخص سے اس کی قیمت لگائے اور زکوۃ کے مال سے اسے آزاد کرے۔ غلام میں ایک شرط یہ بھی عائد کرتے ہیں کہ اس میں کسی قسم کی غلامی کا انعقاد نہ ہو چکا ہو، جیسے مکاتب، مدبر، ام ولد۔ یہاں پر ان کے دو مذہب بن جاتے ہیں ایک یہ کہ مذکورہ غلاموں میں کوئی ہو تو ادائیگی کافی نہیں ہو گی بلکہ زکوۃ کو دوبارہ ادا کرنا پڑے گا۔ جبکہ دوسرا مذہب جو مشہور ہے کہ اگر ایسے غلام کو آزاد کر دیا جائے تو زکوۃ کی ادائیگی ہو جائے گی دوبارہ ادا کرنا نہیں پڑے گا۔ علامہ خلیل اپنی کتاب **مختصر علامہ الخلیل** میں فرماتے ہیں: "ورقيق مؤمن ولو بعيب: يعتق منها لا عقد حرية فيه"[11] (اور مومن غلام اگرچہ اس میں عیب ہو آزاد کیا جائے گا مگر شرط یہ کہ اس میں کسی قسم کی آزادی کا انعقاد نہ ہو چکا ہو)

ولاء کی صورت میں امام صاحب یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس صورت میں ولاء مزکی کے لیے نہیں ہو گی بلکہ ولاء تمام مسلمانوں کے لیے ہو گی اگرچہ وہ یہ شرط لگائے کہ آزاد کرنے کی صورت میں ولاء میرے لیے ہو گی تو یہاں پر یہ شرط باطل ہو جائے گی۔ جہاں پر عقد کسی شرط کا تقاضا نہ کرے تو شرط باطل ہو جایا کرتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ: "وولاؤه للمسلمين وإن اشترطه له"[12] (اور ولاء تمام مسلمانوں کے لیے ہو گی اگرچہ وہ اس کی شرط ہی لگالے)

دوسرا قول جہاں پر مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر مزکی نے زکوۃ کے مال میں کسی ایسے غلام کو خریدا جس میں کسی قسم کی آزادی کا انعقاد ہو چکا ہو اور خریدنے کے بعد اسے آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ زکوۃ کی ادائیگی ہو جائے گی دوبارہ زکوۃ ادا نہیں کی جائے گی۔ فرماتے ہیں کہ: "وَمَنْ ابْتَاعَ مُدَبَّرًا أَوْ مُكَاتَبًا مِنْ الزَّكَاةِ فَأَعْتَقَهُ فَعَلَى قَوْلِ مَالِكٍ الْأَوَّلِ لَا يُجْزِئُ وَيُرَدُّ وَعَلَى قَوْلِ الْآخَرِ لَا يُرَدُّ "[13] (اگر کسی شخص نے مدبر یا مکاتب کو مال زکوۃ میں سے خریدا اور اسے آزاد کیا تو امام مالک کے پہلے قول کے مطابق یہ جائز نہیں ہے اور وہ زکوۃ کی ادائیگی دوبارہ کرے گا۔ جبکہ دوسرے قول کے مطابق زکوۃ دوبارہ ادا نہیں کی جائے گی)

جہاں تک بات جیل سے قیدیوں کو چھڑانے کی ہے تو ایک قول امام مالک کا یہ تھا کہ جائز نہیں ہے جبکہ دوسرا مذہب اس کے جواز کا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ :"ص (أَوْ فَكَّ أَسِيرًا)ش: هَذَا هُوَ الْمَشْهُورُ وَمُقَابِلُهُ لِابْنِ حَبِيبٍ قَائِلًا: هُوَ أَحَقُّ وَأَوْلَى مِنْ فَكِّ الرِّقَابِ الَّتِي بِأَيْدِينَا، وَوَافَقَهُ ابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ."[14] (یا قیدیوں کو رہائی دلوانا: یہ مشہور مذہب ہے جبکہ ابن حبیب اس کی مخالفت کی ہے اور فرمایا کہ قیدیوں کو رہائی دلوانا ان غلاموں کو رہائی دلوانے سے افضل ہے جو ہمارے قبضہ میں ہیں بن عبدالحکم نے بھی اس کی موافقت کی ہے)

جبکہ دوسرے مقام پر ابن حبیب کا قول بھی یہی ہے کہ مصرف زکوٰۃ "رقاب" کی مد میں سے کسی مسلمان قیدی کا فدیہ دیا جاسکتا ہے۔ تفسیر ابن عطیہ میں ابن حبیب کا قول ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے: "قال ابن حبيب: ويفدى منه أسارى المسلمين" (ابن حبیب نے کہا: اور فدیہ دیا جائے گا کسی مسلمان قیدی کا)[15]

فقہ شافعی: شوافع کی رائے میں بھی "رقاب" کا مرجع مکاتب ہے کیونکہ زکوٰۃ میں تملیک ضروری ہے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جب کہ غلام مکاتب ہو کیونکہ مطلق غلام کو اس کے آقا سے خرید کر آزاد کیا گیا تو اس صورت میں زکوٰۃ کا مال غلام کو نہیں بلکہ اس کے آقا کو دیا جائے گا اس حالت میں تملیک کی شرط پوری نہیں ہوتی ہے کیونکہ مطلق غلام کی تمام چیزیں مالک کی ملکیت ہوتی ہیں۔امام نووی شرح المجموع میں بیان کرتے ہیں:" وأصل هذا اختلافهم في سهم الرقاب في الزكاة، هل ينصرف في العتق أو في المكاتبين، والدليل على ذلك قوله تعالى (إنما الصدقات للفقراء) فأثبت ذلك لهم بلام الملك والعبد لا يملك فيصرف إليه والمكاتب يملك فوجب صرفه إليه، ولانه مصروف في ذوى الحاجات"[16] (اور حقیقی اختلاف غلام کے مصرف میں ہے۔ رقاب سے مراد مطلق آزادی ہے یا مکاتب ہے۔اور اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے "انما الصدقات للفقراء" پس ثابت ہوا یہاں پر لام تملیک کا ثبوت ہے اور غلام کبھی مال کا مالک نہیں بن سکتا ہے پس مصرف مکاتب شمار ہوگا جو مالک بن سکتا ہے۔ پس واجب ہے مکاتب کی طرف ادا کرنا اس لیے کہ وہ ضرورت مند ہوتا ہے)

عرب معاشرے میں "ولاء" کا رشتہ معتبر سمجھا جاتا تھا۔ اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص کسی دوسرے کا غلام ہے۔ مالک نے اسے آزاد کر دیا۔ عرب معاشرے کا دستور تھا کہ آزاد ہو جانے والے غلام کو آزاد کرنے والے مالک کے قبیلے کا فرد مان لیا کرتے تھے۔غلام کے نقصان کرنے کی صورت میں ضمان کی ذمہ داری اس کے آزاد کرنے والے کی ہوتی تھی۔ جس کے بدلے کے طور پر غلام کے مرنے کے بعد غلام کی وراثت اس کے آزاد کرنے والے کو ملتی تھی۔ اگر درج بالا صورت کو درست مان کر زکوٰۃ کے مال سے مطلق غلام خرید کر آزاد کر دیا جائے تو اس صورت میں ولاء مزکی کی طرف لوٹتی ہے جس کی وجہ سے مزکی اپنے زکوٰۃ کے مال میں سے نفع حاصل کر رہا ہے ۔جو کسی صورت جائز نہیں ہے۔اس لیے زکوٰۃ صرف مکاتب کو دی جائے گی۔امام نووی نے اس بات کو بھی اپنی دلیل میں شامل کیا ہے:"ولان مال الزكاة مصروف لغير نفع يعود إلى ربه، فلو صرف في العتق لعاد إليه الولاء فإذا تقرر ان سهم الرقاب في الزكاة مصروف في المكاتبين"[17] (اور اس لیے مال زکوٰۃ ایسی جگہ خرچ کیا جائے گا جس سے مزکی کو نفع حاصل نہ ہو۔ پس اگر غلام آزاد کیا گیا تو اس صورت میں ولاء مزکی کی طرف لوٹے گی۔ پس ثابت ہو گیا کہ رقاب سے مراد مکاتب ہے)

فقہ حنبلی : حنبلی علماء نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے کہ قرآن مجید میں جو مصارف زکوۃ بیان ہوئے ہیں جن میں پانچویں نمبر پر "فی الرقاب" کا لفظ ہے اس لفظ میں عموم ہے جو جس میں مکاتب اور خالص غلام اور قیدی وغیرہ شامل ہے۔ اگرچہ ایسے مکاتب ہی کیوں نہ ہوں جو خود کما کر اپنی طے شدہ رقم ادا کر سکتے ہوں پھر بھی ان کو زکواۃ ادا کی جائے گی۔ اگر ان میں سے کسی کو بھی زکوۃ ادا کی تو زکوۃ کی ادائیگی ہو جائے گی۔ دوبارہ زکوۃ ادا کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ چنانچہ **کشاف القناع** میں علامہ بہوتی رقم طراز ہیں :

"(الْخَامِسُ: الرِّقَابُ) لِلنَّصِّ (وَهُمْ الْمُكَاتَبُونَ الْمُسْلِمُونَ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ وَفَاءَ مَا يُؤَدُّونَ، وَلَوْ مَعَ الْقُوَّةِ وَالْكَسْبِ) نَصَّ عَلَيْهِ، لِعُمُومِ قَوْله تَعَالَى {وَفِي الرِّقَابِ} "[18] (پانچویں قسم "الرقاب" ہے اس سے مراد وہ مکاتب مسلمان ہیں جو بدل کتابت ادا نہ کر پاتے ہوں اگرچہ وہ کمانے اور مزدوری کرنے کی طاقت اور قوت رکھتے ہوں چونکہ فرمان باری تعالیٰ "الرقاب" میں عموم ہے)

اسی طرح **المبدع** میں ہے :

لَا يَخْتَلِفُ الْمَذْهَبُ أَنَّهُمْ، أَيْ الْمُكَاتَبُونَ مِنْ الرِّقَابِ بِدَلِيلِ قَوْلِهِ " أَعْتَقْتُ رِقَابِي " فَإِنَّهُ يَشْمَلُهُ، وَفِي قَوْله تَعَالَى {فَكَاتِبُوهُمْ} [النور: 33] الْآيَةَ إِشْعَارٌ بِهِ وَلِأَنَّهُ يَمْلِكُ الْمَالَ عَلَى سَيِّدِهِ، وَيُصْرَفُ إِلَيْهِ أَرْشُ جِنَايَتِهِ، فَكَانَ لَهُ الْأَخْذُ مِنْهَا إِنْ لَمْ يَجِدْ وَفَاءً، كَالْغَرِيمِ[19]

(مذہب میں یہ اختلاف نہیں کہ مکاتبین رقاب میں سے ہیں چونکہ کہا جاتا ہے "اعتقت رقابی" یہ لفظ مکاتبین کو بھی شامل ہوتا ہے۔ نیز فرمان باری تعالیٰ "فکاتبوھم" میں اسی موقف کی تصریح ہے چونکہ مکاتب اپنے آقا سے ہٹ کر زکوۃ کے مال کا مالک بن جاتا ہے، اس کا آقا اس کا تاوان دیتا ہے گویا اسے دینا آقا کو دینا ہوا جبکہ رقاب میں یہ بات نہیں ہے)

جب ان کے موقف کے مطابق رقاب میں عموم ہے۔ اور عموم میں ہر طرح کا غلام شامل ہوتا ہے اور قیدی بھی ایک طرح کا غلام ہوتا ہے وہ اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کر سکتا ہے۔ نہ اپنی مرضی سے صوم وصلوٰۃ کی پابندی کر سکتا ہے تو اس لیے زکوۃ کے مال میں سے اس کا فدیہ دیا جا سکتا ہے۔ علامہ زرکشی اپنی کتاب **شرح زرکشی** میں بیان کرتے ہیں: "ويدفع في الرقاب بأن يعطى المكاتب ما عليه إن لم يجد وفاءه، أو يفتدي أسيرا"[20] (اور رقاب کی مد میں مکاتب کو ادا کی جائے وہ مکاتب جو اس کی ادائیگی پر قادر نہ ہو یا کسی قیدی کا فدیہ دیا جائے گا)

اسی طرح فقہا حنابلہ میں سے ابن ضویان کی بھی یہی رائے ہے کہ "رقاب" کی مد میں سے قیدی کو رہائی دلائی جا سکتی ہے۔ موصوف اپنی کتاب منار السبیل میں فرماتے ہیں: "ويجوز أن يفدي بها أسيراً مسلماً. نص عليه، لأنه فك رقبة" (اور زکوۃ کے مال سے مسلم قیدی کا فدیہ دینا جائز ہے اسی پر نص ہے اس لیے کہ یہ (رقاب) گردن کا آزاد کروانا ہے)[21]

فقہ جعفری: فقہ جعفری کا موقف بھی حنابلہ اور مالکیہ جیسا ہے کہ زکوۃ کے مال میں مکاتب کی امداد کی جائے گی تاکہ وہ اپنی منتخب رقم ادا کر کے آزادی حاصل کر لے۔ اس کے علاوہ خالص غلام خرید کر بھی آزاد کیا جائے گا۔

سید کمال اپنی کتاب **منہاج الصالحین** میں اپنے مؤقف کی وضاحت میں فرماتے ہیں: "و هم العبيد المكاتبون العاجزون عن اداء مال الكتابة مطلقة او مشروطة،فيعطون من الزكاةليؤدوا ما عليهم من المال، لا بنحو التمليک بل بنحو افراغ ذمة العبد،لذا جاءت فى الآية الشريفة بلفظ "فى الرقاب"،وكذالک لعبيد الذين هم تحت الشدة فيشترون و يعتقون ،بل مطلق عتق العبد،اذا لم يوجد الستحق للزكاه"[22] (اور وہ ایسے مکاتب غلام ہیں جو مال کتابت ادا کرنے سے عاجز آگئے ہوں۔ چاہے وہ مال کتابت مطلق ہو یا مشروط ہو۔ پس مال زکوٰۃ ان کو ادا کیا جائے گا تاکہ وہ اپنے اوپر ذمہ مال ادا کریں۔اس کو تملیک کے طریقے سے نہیں بلکہ صرف غلام کے ذمہ سے خلاصی کے لیے دیا جائے گا۔اسی طرح یہ آیت شریفہ "فى الرقاب" کے لفظ کے ساتھ آئی ہے۔اور اسی طرح وہ غلام جو سختی کے تحت زندگی گزار رہے ہوں ان کو خریدا جائے اور آزاد کیا جائے۔جب مکاتب کو نہ پائے تو مطلق غلام خرید کر آزاد کردے)

ایک دوسرے مقام پر مطلق غلام اور کفارہ کی ادائیگی کے لیے بھی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے: "و فى الرقاب قوم لزمتهم كفارات فى قتل الخطا و فى الظهار و فى الايمان و فى قتل الصيد فى الحرم و ليس عندهم ما يكفرون و هم مؤمنون فجعل الله، لهم سهماً فى الصدقات ليكفر عنهم"[23] (اور فی الرقاب سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر قتل خطاء، ظہار، قسموں اور حرم میں شکار کو قتل کرنے کے سلسلے میں کئی کفارے واجب ہوں مگر ان کے پاس یہ کفارے ادا کرنے کے لیے مال نہ ہو اور ہوں بھی مومن تو خدا نے ان کے لیے زکوٰۃ میں سے ایک حصہ مقرر فرمایا ہے تاکہ کفارہ ادا کرسکیں)

راجح قول: تمام مذاہب کے دلائل کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے فقہ مالکی اور فقہ حنبلی کی رائے زیادہ قوی ہے کیونکہ اگر رقاب کے مصداق کو مطلق رکھا جائے تو اس میں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا موقف خود بخود آجاتا ہے۔جب رقاب سے مراد مطلق غلام ہوا تو مکاتب بھی اس میں شامل ہوگا اور مکمل غلام بھی اس میں شامل ہوگا۔ قرآن نے غلاموں کو مکاتب بنانے کی ترغیب دی ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے: "وَ الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهم اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِم خَيْرًا ۖ وَّ اٰتُوهم مِّنْ مَّالِ الله الَّذِیْۤ اٰتٰىكُمْ "[24] (تمہارے غلاموں میں سے جو کوئی کچھ تمہیں دے کر آزادی کی تحریر کرانی چاہے تو تم ایسی تحریر انہیں کر دیا کرو اگر تم کو ان میں کوئی بھلائی نظر آتی ہو اور اللہ نے جو مال تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے انہیں بھی دو)

جب قرآن میں مکاتب کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ان کی مدد کرنے کی ترغیب دلائی گئی تو لوگوں نے بڑھ چڑھ کر مکاتب کی امداد کی جیساکہ **تفسیر طبری** کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مکاتب کی مدد کرنے کے لیے لوگوں کو اکسایا تھا اور لوگوں نے اپنی حیثیت کے مطابق مدد کی تھی۔

اس طرح سیرت عمر بن عبدالعزیز میں ایک واقعہ ذکر ہوا ہے: "قَالَ يحيى بن سعيد بَعَثَنِي عمر بن عبد الْعَزِيز على صدقَات إفريقية فاقتضيتها وَطلبت فُقَرَاء نعطيها لَهُم فَلم نجد بهَا فَقِيرا وَلم نجد من يَأْخُذهَا مني قد أغْنى عمر بن عبد الْعَزِيز النَّاس فاشتريت بهَا رقابا فأعتقتهم"[25] (یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے افریقہ کے صدقات کی وصولی کے لیے

بھیجا، وہاں میں مستحقین زکوٰۃ کی تلاش میں رہا مگر مجھے نہ ملے کیونکہ عمر بن عبد العزیز نے سب کو غنی بنا دیا تھا اس پر میں نے زکوٰۃ کی مجموعی رقم غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے پر صرف کر دی) اور اگر رقاب کا مصداق صرف اور صرف مکاتب ہوتا تو وہ تو غارمین کے تحت داخل تھا کیونکہ مکاتب بھی مقروض ہوتا ہے۔ غارمین کے تحت اس کی مدد کی جاتی مگر قرآن نے الگ سے رقاب بول کر مطلق غلام کی طرف اشارہ کر دیا۔

جیل کے قیدیوں کی رہائی: ہمارے موجودہ معاشرہ میں غلامی سے ملتی جلتی بلکہ اس سے بھی بدترین بعض صورتیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک جیل کی کوٹھریوں میں بند لوگ، ان میں بہت سے وہ نوجوان ہیں جن کو بالکل جھوٹے مقدمات میں پھنسایا گیا ہے، اسی طرح بہت سے مسلمان جرمانے کی معمولی رقم پانچ دس ہزار ادا نہ کرنے کی وجہ سے جیل کی سلاخوں میں ایک لمبے عرصے سے پڑے ہوئے ہیں، ان غریب و محتاج قیدیوں کی زکوٰۃ سے مدد کرنی چاہیئے؛ کیوں کہ وہ بھی "رقاب" کے درجہ میں ہیں۔ علامہ بہوتی نے اپنی کتاب **الروض المربع شرح زاد المستقنع** میں فرماتے ہیں کہ: "(و) يجوز أن (يفك منها الأسير المسلم) لأن فيه فك رقبة من الأسر لا أن يعتق قنه أو مكاتبه عنها"[26] (اور مسلمان قیدی کو زکوٰۃ کی مد میں آزاد کروانا جائز ہے کیونکہ اس (آیت میں رقاب سے مراد) میں قید سے گردن کا چھڑانا ہے نہ کہ مطلق یا مکاتب کی آزادی ہے)

اسی طرح ابن عربی **احکام القرآن** میں فرماتے ہیں: "وَكَذَلِكَ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي فَكِّ الْأُسَارَى مِنْهَا؛ فَقَدْ قَالَ أَصْبَغُ: لَا يَجُوزُ ذَلِكَ.وَقَالَ ابْنُ حَبِيبٍ: يَجُوزُ ذَلِكَ.وَإِذَا كَانَ فَكُّ الْمُسْلِمِ عَنْ رَقِّ الْمُسْلِمِ عِبَادَةً وَجَائِزًا مِنْ الصَّدَقَةِ فَأَوْلَى وَأَحْرَى أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ فِي فَكِّ الْمُسْلِمِ عَنْ رَقِّ الْكَافِرِ وَذُلِّهِ."[27] (قیدیوں کی زکوٰۃ سے آزادی کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، اصبغ کہتے ہیں کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے جبکہ ابن حبیب کہتے ہیں کہ جائز ہے کیونکہ جب ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی غلامی سے آزاد کرانا عبادت ہے اور زکوٰۃ کی مد سے اس کی آزادی جائز ہے تو یقیناً مسلمان کو کافر کی غلامی سے رہائی بدرجہ اولیٰ جائز ہونی چاہیے)

علماء سلف میں سے امام زہری نے بھی "رقاب" کی مد کو مطلقاً مراد لیا ہے۔ تفسیر ابن عطیہ میں ان کا قول ان الفاظ میں دیا گیا ہے: "سهم الرقاب نصفان، نصف للمكاتبين ونصف يعتق منه رقاب مسلمون ممن صلى" (رقاب کے دو حصے ہیں، آدھا حصہ مکاتبین اور آدھا حصہ ان گردنوں کو آزاد کرانے کے لیے جو نماز پڑھتے ہوں)[28]

امام ابن تیمیہ اپنی کتاب **الاختیارات الفقہیہ** میں فرماتے ہیں: " وَيَجُوزُ إعْتَاقُ الرَّقِيقِ مِنْ الزَّكَاةِ وَافْتِكَاكُ أَسْرَى الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ مَذْهَبُ أَحْمَدَ" (اور خالص غلام کی آزادی میں زکوٰۃ دینا اور کسی مسلمان قیدی کو آزاد کروانے میں زکوٰۃ دینا جائز ہے اور یہی مذہب امام احمد کا ہے)[29]

اور اسی طرح موسوعہ فقیہ کویتیہ میں بھی اس کی صراحت ان الفاظ میں موجود ہے: "أن يفتدي بالزكاة أسيراً مسلماً من أيدي المشركين , وقد صرح الحنابلة وابن حبيب وابن عبد الحكم من المالكية بجواز هذا النوع ; لأنه فك رقبة من الأسر , فيدخل في

الآية "[30] (یہ کہ زکاۃ کے ذریعہ کسی مسلمان قیدی کو مشرکین کے ہاتھ سے چھڑائے، حنابلہ میں سے ابن حبیب اور مالکیہ میں سے ابن حکم نے اس قسم کے جواز کی صراحت کی ہے، اس لیے کہ یہ گردن کو قید سے چھڑانا ہے، لہٰذا یہ آیت میں داخل ہوگا۔)

سعودیہ عرب کے اجتماعی اجتہاد کے ایک ادارہ "رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء" نے قیدی کو رقاب کی مد میں شامل کرنے کے جواز میں فتویٰ دیا ہے: "والمراد بقوله تعالى: {وَفِي الرِّقَابِ} [31]عتق المسلم من مال الزكاة، عبدا كان أو أمة، ومن ذلك فك الأسارى ومساعدة المكاتبين"[32] (اور اللہ تعالیٰ کے قول {وَفِي الرِّقَابِ} سے مراد: مال زکوٰۃ سے کسی مسلمان کی گردن آزاد کروانا ہے۔ چاہے وہ غلام ہو یا باندھی ہو اور قیدیوں کو آزاد کروانا اور مکاتب غلاموں کی امداد کرنا۔)

علامہ ابن باز مجموع الفتاویٰ میں بھی اس کے جواز کے حق میں ہیں: " ويدخل في قوله : (وَفِي الرِّقَابِ) على الصحيح أيضاً : عتاق الأسرى ، أسرى المسلمين بين الكفار ، يدفع من الزكاة للكفار الفدية حتى يطلقوا المسلمين وحتى يفكوا أسراهم "[33](اور اللہ تعالیٰ کے قول "وفی الرقاب" میں قیدیوں کی آزادی بھی صحیح طور پر داخل ہے۔ جو قیدی کفار کی قید میں ہوں ان کی آزادی کے لیے زکوٰۃ کے مال میں سے کفار کو فدیہ دینا جائز ہے یہاں تک کہ وہ آزاد ہو جائیں مسلمان اور ان کی قید کو کافی ہو جائے۔)

علامہ ابن عثیمین فرماتے ہیں: "الرِّقاب، ويدخل فيها شراء الرقيق من الزكاة وإعتاقه ومعاونة المكاتبين وفكُّ الأسرى من المسلمين." [34] (گردن آزاد کرانا، اس مصرف میں زکوٰۃ کے مال میں سے غلام خرید کر آزاد کرنا اور مکاتب غلام کی مدد کرنا، اور مسلمان قیدیوں کو چھڑانا شامل ہے)

ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے فقہ الزکوٰۃ میں رقاب کی مد میں قیدیوں کی رہائی کو شامل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: "فإذا كان الرق قد ألغى، فإن الحروب لا زالت قائمة، والصراع بين الحق والباطل لم يزل مستمرًا. وبذلك يظل في هذا السهم متسع لفداء الأسارى من المسلمين."[35] (اگر آج غلامی کا خاتمہ ہو چکا ہے تو جنگیں تو جاری ہیں اور حق و باطل کی کش مکش بھی برپا ہے اور اس طرح فی الرقاب کی مد میں مسلمان قیدیوں کو رہا کرانے کی کافی گنجائش موجود ہے)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے خطبات میں مصارف الزکوٰۃ میں سے "فی الرقاب" کی وضاحت میں فرماتے ہیں: "اس لیے میرا خیال ہے کہ جو لوگ جرمانہ ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے قید بھگت رہے ہوں ان کو زکوٰۃ دے کر رہائی حاصل کرنے میں مدد دی جا سکتی ہے۔ یہ بھی فی الرقاب کی تعریف میں آجاتا ہے۔"[36]

مفتی عبدالقیوم نے "رقاب" کے مصداق کو بہت زیادہ وسعت دے دی ہے انہوں تو غلام قوموں کی آزادی کو بھی اس میں شامل کیا ہے: "یونہی جو مسلمان آج کل ظالم و غاصب کافروں سے اپنی اپنی آئندہ نسلوں کی بقاء و آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں وہ محکوم و مظلوم مسلمان بھی مال زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ اور اس قرآنی مصرف میں شامل ہیں۔"[37]

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب قرآن مجید میں مذکور "فی الرقاب" کے مصرف کی جدید شکل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ : "غلامی کا رواج تو اب ختم ہو گیا ہے تاہم بعض حالات میں اس سے ملتی جلتی صورت یہ پیدا ہو سکتی ہے کہ کوئی مسلمان اگر دشمن کے ہاں گرفتار ہو جائے تو زکوٰۃ کی مد سے اس کا فدیہ ادا کر کے اس کو چھڑایا جا سکتا ہے، یا اسی نوعیت کی کوئی صورت پیدا ہو جائے تو وہاں اس مد کے ذریعے سے امداد کی جا سکتی ہے" [38]

دارالافتا جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی نے اپنی تالیف کردہ کتاب "زکوٰۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا" میں قیدی کو زکوٰۃ کی رقم دینے کو جائز قرار دیا ہے مگر اس کے لیے تملیک کی شرط کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ اگر تملیک کرنا ممکن نہیں ہے تو حیلہ تملیک کیا جائے گا۔ فرماتے ہیں کہ : "اگر مسلمان قیدی غریب ہے، رہائی حاصل کرنے کے لیے پیسے نہیں ہیں تو مسلمان کو چاہیے کہ ایسے مسلمان قیدیوں کو زکوٰۃ دیدیں تاکہ وہ اس پیسے سے رہائی حاصل کر سکیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وفی الرقاب "۔ اگر مسلمان قیدی ایسے قید خانہ میں قید ہے کہ وہاں قیدی سے ڈائریکٹ رابطہ کرنا مشکل ہے، اور باہر کے لوگ اس کو پیسہ دے کر چھڑا سکتے ہیں تو ایسی صورت میں زکوٰۃ دینے کی صورت میں تملیک کرا کر دیں تاکہ زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے اور قیدی بھی رہائی حاصل کرے۔ [39]

سید رشید اپنی تفسیر المنار میں "رقاب" کے مصداق میں بہت زیادہ وسعت اختیار کر گئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ: " وَأَنَّ لِسَهْمِ فَكِّ الرِّقَابِ مَصْرَفًا فِي تَحْرِيرِ الشُّعُوبِ الْمُسْتَعْمَرَةِ مِنَ الِاسْتِعْبَادِ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ مَصْرِفُ تَحْرِيرِ الْأَفْرَادِ"[40] (انفرادی آزادی کا مصرف موجود نہ ہو تو فی الرقاب کی مد میں سے غلام اقوام کی آزادی کے لیے صرف کیا جا سکتا ہے۔)

اور اسی کی تائید شیخ شلتوت نے بھی کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: " و حذہ الناحیة قد انقرض افرادھا بانقراض الرق الذی یتشوف الیه الاسلام ولکن فیماارى قد حل محله الأن، رق ھواشد خطرامنه علی الانسانیة، ذلکم ھو استرقاق الشعوب فی افکارھا، وفی اموالھا وسلطانھا و حریتھا فی بلادھا؟ کان ذاک رق افراد، یموت بموتھم،وتبقی دولھم حرۃ رشیدۃ،لھا من الامروالاھلیة ما لسائرالاحرارالراشدین- ولکن ھذا رق شعوب وامم، تلد شعوبا واماھم فی الرق کاباءھم، فھورق عام دائم، یفرض علی الامة بقوۃ ظالمة غاشمة وإذن فما أجدر هذا الرق بالمكافحة والعمل على التخلص منه، ورفع ذله عن الشعوب، لا بمال الصدقات فقط، بل بكل الأموال والأرواح." [41]

" (اسلام کے ظاہر ہونے سے شخصی غلامی معدوم ہو چکی ہے۔ اس کی جگہ ایک اور غلامی نے لے لی ہے جو پہلی غلامی سے زیادہ خطرناک ہے ۔ یہ قوموں کی فکری، معاشی اور ان کے جود ملی اور اقتدار اعلیٰ کی غلامی۔ پہلے افراد ہوتے تھے جو مرنے کے ساتھ مر جاتے اور ان کا ملک آزاد رہتا تھا۔ مگر آج اقوام غلام ہو جاتی ہیں تو ان کی آزادی کی کوئی سبیل نہیں رہتی اور غلام قوم غلام نسلوں کو جنم دیتی ہے۔ اس لیے ان غلاموں کی گردنوں کو چھڑانا اور اس ذلت سے نجات دلانا بھی ضروری ہے۔ صرف صدقات ہی سے نہیں بلکہ پورے جان ومال کے ساتھ۔)

ذہنی غلاموں کی آزادی: سید رشید رضا اور محمود شلتوت نے رقاب کے مصداق میں بہت زیادہ وسعت رکھ دی ہے اور رقاب کے مصداق کو اگر اس قدر وسیع کر دیا گیا تو اصل مصداق گم ہو جائے گا۔ لہٰذا ضروری ہے رقاب میں صرف جسمانی قیدیوں کو شامل کیا جائے۔ اور ذہنی و فکری قیدیوں کو شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سے احتراز کیا جائے۔

تملیک کی شرط: ہمارے بعض فقہا نے مصارف زکوٰۃ پر تملیک کی شرط عائد کی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اموال زکوٰۃ کو فرد کی ذاتی ملکیت ہی میں دیا جا سکتا ہے، فلاح عامہ کے کاموں پر براہ راست خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی اس رقم سے نہ ہسپتال بنایا جا سکتا ہے اور نہ کسی مسجد میں صرف کیا جا سکتا ہے اور نہ مطلق غلام کو دی جا سکتی ہے کیونکہ اس صورت میں تملیک کی شرط نہیں پائی جاتی ہے۔ شرط تملیک کے حوالے سے مناسب جواب یہ دیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی آیت میں جو آٹھ مصارف بیان ہوئے ہیں ان میں پہلے چار میں تو لام تملیک کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جبکہ دوسرے چار میں عنوان بدل کر لام کی جگہ حرف فی استعمال فرمایا۔ زمخشری نے **کشاف** میں اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ آخری چار مصرف بہ نسبت پہلے چار کے زیادہ مستحق ہیں، کیونکہ حرف فی ظرفیت کے لئے بولا جاتا ہے، جس کے معنی یہ بنتے ہیں کہ صدقات کو ان لوگوں کے اندر رکھ دینا چاہئے، اور ان کے زیادہ مستحق ہونے کی وجہ ان کا زیادہ ضرورت مند ہونا ہے، کیونکہ جو شخص کسی کا غلام ہے چاہے وہ مکاتب ہو یا مطلق غلام ہو یا کسی جیل کی کوٹھڑی میں سڑ رہا ہو، وہ بہ نسبت عام فقراء کے زیادہ تکلیف میں ہے، اسی طرح قرض دار بھی اپنے قرض خواہ کے دباؤ میں ہوتا ہے مگر وہ اس کو ادا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے جس کی وجہ سے اسے طرح طرح سے اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، وہ عام غرباء فقراء سے زیادہ تنگی میں ہے کہ اپنے اخراجات کے فکر سے بھی زیادہ قرضداروں کے قرض کی فکر اس کے ذمہ ہے۔

علامہ زمخشری نے اپنی کتاب **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل** میں لکھا ہے: "فإن قلت: لم عدل عن اللام إلى «في» في الأربعة الأخيرة ؟ قلت: للإيذان بأنهم أرسخ في استحقاق التصدق عليهم ممن سبق ذكره، لأنّ «في» للوعاء، فنبه على أنهم أحقاء بأن توضع فيهم الصدقات ويجعلوا مظنة لها ومصباً، وذلك لما في فك الرقاب من الكتابة أو الرق أو الأسر"[42]

(اگر کہا جائے کہ آخری چار میں "لام" سے "فی" کی طرف کیوں مائل ہوئے تو آپ کا جواب ہوگا کہ اس بات کی اجازت کے لیے کہ بے شک وہ صدقہ کے زیادہ مستحق ہیں ان لوگوں سے جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ اس لیے کہ "فی" مکمل احاطے کے لیے آتا ہے۔ پس تنبیہ کر دی گئی کہ وہ صدقہ کے زیادہ مستحق ہیں اور انہیں معاہدے کے تحت قیدی کی رہائی، غلام کی آزادی اور جنگی قیدی کی آزادی پر تصور کیا جائے۔)

اسی طرح تفسیر کبیر میں اس کی یہ تفصیل بتائی جاتی ہے کہ پہلے چار مصرف میں لام تملیک کے ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ان کو زکوٰۃ کے مال کا مالک بنا دیا جائے گا۔ ان کو اختیار دیا جائے گا کہ جس طرح اس میں تصرف کریں۔ چاہیں وہ اس رقم سے کسی دوسرے شخص کو قرض ادا کریں یا اپنے کسی استعمال میں لائیں۔ جبکہ دوسرے چار مصارف میں اس طرح کا اختیار نہیں دیا جاتا بلکہ اس میں ان کی

ضروریات کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔ مکاتب کی مدد کی جاتی ہے اس کی آزادی کے لیے۔ قرض دار کی مدد کی جاتی ہے اس کو اتنی مدد دی جائے گی جتنی سے اس کا قرضہ اتر سکے۔ اسی طرح باقی دو مصارف کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں :

"أَنَّ فِي الْأَصْنَافِ الْأَرْبَعَةِ الْأُوَلِ، يُصْرَفُ الْمَالُ إِلَيْهِمْ حَتَّى يَتَصَرَّفُوا فِيهِ كما شاؤوا، وَفِي الْأَرْبَعَةِ الْأَخِيرَةِ لَا يُصْرَفُ الْمَالُ إِلَيْهِمْ، بَلْ يُصْرَفُ إِلَى جِهَاتِ الْحَاجَاتِ الْمُعْتَبَرَةِ فِي الصِّفَاتِ الَّتِي لِأَجْلِهَا اسْتَحَقُّوا سَهْمَ الزَّكَاةِ."[43]

(بے شک پہلی چار اقسام پر مال اس طرح خرچ کیا جائے کہ وہ اس کا مالک بن کر جیسے چاہے اس میں تصرف کر سکے۔ اور آخری چار اقسام پر مال خرچ نہ کیا جائے بلکہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مال خرچ کیا جائے جس کی وجہ سے زکوٰۃ کے مستحق ٹھہرے ہیں۔)

خلاصہ بحث: ان دلائل پر نظر کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں زکوٰۃ کے مصارف میں سے رقاب کے مصداق پر اختلاف ہوتا ہے بہت سے عصر حاضر کے علماء کرام فرماتے ہیں کہ آج کے دور میں مصرف رقاب ناپید ہو چکا ہے۔ کیونکہ اسلام کے ابتدائی دور میں جب غلاموں کی خرید وفروخت ہوتی تھی اس وقت اسلام نے سب سے پہلے اسے ناپسند کیا اور ان کی آزادی کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ انہیں اقدامات پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام نے بہت سارے غلام آزاد کیے ہیں۔ مرور زمانہ کے ساتھ اس دور میں غلاموں کی خرید وفروخت ختم ہو چکی ہے۔ تو علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس لیے اب اس مصرف کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا زکوٰۃ کے مال کو باقی کے سات مصارف میں استعمال کیا جائے گا۔ لیکن جب اس مسئلہ کی گہرائی میں جا کر مطالعہ کیا گیا تو پتا چلا کہ آج کے دور میں بھی یہ مصرف موجود ہے وہ جیل سے قیدیوں کی رہائی کروانا ہے۔ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کی مد سے آزاد کرایا جائے گا تاکہ وہ اپنی باقی کی زندگی اچھے انسان بن کر گزار سکیں۔

مصادر ومراجع:

1۔القرآن 62:10

Al-Quran10:62

2 حضرت ابراھیم، ان کے صاحبزادے حضرت اسحاق پھر ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیھم السلام کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: " وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ "(اور ہم نے انہیں وحی کے ذریعہ نیک کاموں کی اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی ہدایت کی، اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔)(القرآن21: 83)

اس طرح حضرت اسماعیل علیہ اسلام کے بارے میں فرمایا: " وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَه بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّه مَرْضِيًّا"(وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک ایک پسندیدہ انسان تھا۔)(القرآن 19: 55)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:" قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا، وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا"(میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی، اور نبی بنایا، اور بابرکت کیا جہاں بھی میں رہوں، اور نماز اور زکوۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں)
(القرآن 19: 30-31)

بنی اسرائیل کو جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا گیا تھا ان میں سے ایک حکم زکوۃ ادا کرنا بھی تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:" وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ "(نماز قائم کرو، زکوۃ دو، اور جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ۔)(القرآن 2: 43)

3 القرآن2: 110

Al-Quran 2:110

4 القرآن: 9: 2

Al-Quran 9: 2

5 القرآن 9: 11

Al-Quran 9:11

6 اسلامی نظریاتی کونسل سالانہ رپورٹ 2012-2013، ص:94

Islami Nazaryati Council Salana Report2012-2013,P:94

7 القرآن 9: 60

Al-Quran 9:60

8 جصاص احمد بن علی ،**احکام القرآن**(بیروت: دار إحياء التراث العربي ،1994)، 4/ 327

Jasas Ahmed Bin Ali,Ahkam ul Qura'n (Beirut: Dar Ehya al-Turth al-Arabi,1994),4/327

9 طبری محمد بن جریر ،**جامع القرآن فی تاویل القرآن**(بیروت: موسسة الرسالة،2000)، 316/14

Tabari Muhammad ibn Jarir,Al-Jami al-Quran Fi Taweel al-Qura'n (Beirut:Muasisatur-Risalah,2000),14/316

10 ابن ھمام محمد بن عبد الواحد ،**فتح القدير**(بيروت: دارالفكر، سن)، 263/2

Ibn e Hamam Muhammad Bin Abdul Wahid,Fateh al-Qadeer (Beirut: Dar al-Fikr),2/263

11 الجندی خلیل بن اسحاق ،**مختصر العلامه خليل** (قاھرہ: دارالحديث،2005)، 59

Al-Jundi Khalil ibn Ishaq,Mukhtasar al-Allama Khalil (Qahira: Dar al-Hadith,2005),59

12 الجندی ،**مختصر العلامه خليل**،59

Al-Jundi ,Mukhtasar al-Allama Khalil,59

13 الحطاب محمد بن محمد ،**مواهب الجليل في شرح مختصر خليل** (بيروت: دارالفكر،1992)، 2/ 350

Al-Hattab Muhammad bin Muhammad,Mawahib al-Jalil Fi Sharh Mukhtasar Khlil (Beirut: Dar al-Fikr,1992),2/350

14 الحطاب،**مواهب الجليل في شرح مختصر خليل**، 2/ 350

Al-Hattab ,Mawahib al-Jalil Fi Sharh Mukhtasar Khlil,2/350

15 العطیه عبدالحق بن غالب ، **المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز**(بيروت: دارالكتب العلميه، 2001)، 50/3

Al A'ttyah Abdul Haq bin Ghalib,Al-Muharar al-Wajeez Fi Tafseer al-Kitan al-A'ziz (Beirut: Dar al-kutub al-a'lamiya,2001),3/50

16النووي يحيى بن شرف ،**المجموع شرح المهذب**(بيروت: دارالفكر،س ن)،15 /469

Al-Nawawi Yahya bin Sharaf,Al-Majmu' Sharh al-Muhaddhab (Beirut: Dar al-Fikr),15/469

17 النووي ،**المجموع شرح المهذب**،15 /469

Al-Nawawi,Al-Majmu' Sharh al-Muhaddhab,15/469

18 البهوتی منصور بن یوسف ،**كشاف القناع عن متن الاقناع**(بيروت: دارالكتب العلميه،سن)، 279/2

Al-Bahuti Mansur ibn Younus,Kashaf al-Qina' an Matn al-Iqna (Beirut: Dar al-kutub al-a'lamiya),2/279

19 ابن مفلح ابراهيم بن محمد ،**المبدع فی شرح المقنع**(بيروت: دار الكتب العلمية، 1997)، 409/2

Ibn Muflih Ibraheem ibn Muhammad,Al-Mubdi'Sharh al-Muqni(Beirut:Dar al-kutub al-a'lamiya,1997),2/409

20 زركشی محمد بن عبدالله ،**شرح الزركشی**(بيروت: دارلعبيكان ،1993)، 451/2

Al-Zarkashi Muhammad bin Abdullah,Sharh Al-Zarkashi (Beirut: Dar liObeikan,1993),2/451

21 ابن ضويان، **منار السبيل في شرح الدليل**(بيروت: مكتبه الاسلامی،1989)، 209/1

Ibn Duyaan,Manar al-Sabeel Fi Sharh Al-Daleel (Beirut: Maktaba al-Islami,1989),1/209

22 حیدری سید کمال ،**منهاج الصالحين**(بيروت: نامعلوم،2013)، 242

Haydari Sayed Kamal,Minhaj Al-Saleheen (Beirut: Na maloom,2013),242

23 العاملی محمد بن حسن الحر ،**وسائل شيعة الى تحصيل مسائل الشرعية**(بيروت: موسسة آل بيت لاحيا التراث،1993) ،212/9

Al-A'mili Muhammad bin Hassan al-Hurr,Wasa'il al-Shia ila Tehseel Masail al-shariya (Beirut: Mo'assese Al-Bait LiEhya Al-Turath,1993),9/212

24القرآن24: 33

Al-Quran 24: 33

25 مصری عبدالله بن عبدالحكم ، **سيرة عمر بن عبد العزيز**(بيروت:عالم الكتب، 1984)، 65

Misri A'bdullah bin A'bdul Hakam,Seerah Umar bin A'bdul A'ziz (Beirut: A'alim al-Kutub,1984),65

26 البهوتی منصور بن يونس ،**الروض المربع شرح زاد المستقنع**(بيروت: موسسة الرسالة دار المؤيد،سن) ، 220

Al-Bahuti Mansur ibn Younus,Al-Rawad al-Murbi' Sharh Zaad al-Mustaqi'(Beirut:Muasistur-Risalah Dar al Muweed, San namaloom),220

27 ابن عربی محمد بن عبدالله ،**احكام القرآن**(بيروت: دارالكتب العلمية2003)، 532/4

Ibn e A'rabi Muhammad bin A'bdullah,Ahkam al-Quran (Beirut: Dar al-kutub al-A'lamiya,2003),4/532

28 العطية عبدالحق بن غالب ، **المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز**(بيروت: دارالكتب العلميه، 2001)، 50/3

Al A’ttyah Abdul Haq bin Ghalib,Al-Muharar al-Wajeez Fi Tafseer al-Kitan al-A'ziz (Beirut: Dar al-kutub al-a’lamiya,2001),3/50

29 ابن تیمیه احمد بن عبدالحلیم ، **الاختیارات الفقهیة**(بیروت: دار المعرفة،1978)،457/1

Ibn e Tamiyyah Ahmed bin A’bdul Haleem,Al-Ikhtiyarat al-Fiqhiyah (Beirut: Dar al-Ma’rifah,1978),1/457

30 الموسوعة الفقهية الكويتية(كويت: دارالسلاسل، سن)،321/23

Al-Mawsu’ah Al-Fiqhiyah Al-Kuwaitiyah (Kuwait: Dar us salasal, San Namaloom),23/321

31 القرآن 9: 60

Al-Quran 9:60

32 اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء،فتاوى اللجنة الدائمة(رياض: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء، سن)، 6/10

Al- Jannat ul daima lilbahoosililmiya wal-Ifta, Fatawa Al, Jannat ul daima (Riaz: Riyastu Idarat ul Bahoosililmiya wal-Ifta,San Namaloom),10/6

33 ابن باز عبد العزيز بن عبد الله ، مجموع فتاوى(سعوديه عربيه: سن) 15/14

Ibn Baaz A’bdul A’ziz bin A’bdullah,Majmu’ Fatawa(Saudia A’rabiyah, San Namaloom),14/15

34 العثيمين محمد بن صالح بن محمد ، فصول في الصيام والتراويح والزكاة(رياض: دفتر تعاون برائے دعوت وتوعية الجاليات، سن)، 18/1

Al-Uthaymeen Muhammad bin Salih,Fasool fisayam watraveeh wazzakat Riaz: Dafter Taawun bray dawat wa toeyat ul Jaliyat, San Namaloom),1/18

35 قرضاوی ڈاکٹر یوسف، فقہ الزکوٰۃ (مترجم: ساجد الرحمٰن صدیقی) (لاہور: البدر پبلی کیشنز،1983)،79/2

Al-Qaradawi Dr. Yusuf,Fiqh ul Zakat(Mutarjim: Sajid ur Rahman Siddeque) Lahore: Al-badar publicationer, 1983),2/79

36 مودودی سید ابوالاعلیٰ، خطبات (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز،2012)،208

Maududi Sayd Abul A’la,Khutbaat (Lahore: Islamic Publications,2012),208

37 عبدالقیوم مفتی، مسائل زکوٰۃ(لاہور: منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن، سن)،14

A’bdul Qayyum Mufti,Masail e Zakat (Lahore: Minhaj Welfare Foundation,SN)14

38یوسف حافظ صلاح الدین، زکوٰۃ، عشر اور صدقہ الفطر فضائل،احکام ومسائل(لاہور: دارالسلام، سن)،100

Yusuf Hafiz Salah ul deen,Zakat Ushar aur Sadqa Al Fitr Fazail,Ahkam wa Masail (Lahore: Dar ul salam,SN),100

39 قاسمی مفتی انعام الحق، زکوٰۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا (کراچی: بیت العمار،2006)،353

Qasmi Mufti Inam ul Haq,Zakat k Masail ka encyclopedia (Karachi: Bait ul A’mar,2006),353

40 رضا محمد رشيد بن على ، تفسير القرآن الحكيم (تفسير المنار) (مصر: الهيئةالمصريه للكتاب،1990)، 444/10

Raza Muhammad Rashid bin Ali,Tafseer al-Quran Al-Hakeem (Tafseer al-Minar) (Misr: Al-Hiyat al-Masriyyah lilkitaab,1990)10/444

41 شلتوت محمود ، الاسلام عقيدة وشرعية (قاهره:دارالشروق،2001)، 105

Shaltut Mahmud,Al-Islam A'qeeda wa Sharia'h (Qahirah: Dar al-sharooq,2001),105

42 زمخشری محمود بن عمرو ،**الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل**(بيروت: دارالكتاب العربی،1986)، 283/2

Zamakhshri Mahnud ibn Umar,Al-Kashashaf 'an Haqaa'iq at-Tanzeel (Beirut: Dar al-Kitab al 'Arabi,1986),2/283

43 الرازی محمد بن عمر ،**التفسير الكبير**(بيروت: دار إحياء التراث العربي،1999)، 87/16

Al Razi Muhammad bin Umar, Al-Tafseer Al-Kabeer (Beirut: Dar ahya al Turath al-'Arabi,1999),16/87

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.